تاثرات

جنوبی ایشیا میں مستقل طور پر امن قائم رکھنے اور جمہوریت کا تحفظ کرنے کے لیے جن مسائل کو حل کرنا نہایت اہم اور لازمی ہے ۔ ان میں اہم ترین مسئلہ کشمیر ہے ۔ اس تنازع کی وجہ سے بھارت اور پاکستان کے درمیان تین جنگیں ہو چکی ہیں اور ان دونوں ملکوں کے تعلقات اس وقت تک خوش گوار نہیں ہو سکتے جب تک کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ اہلِ کشمیر کی مرضی کے مطابق نہیں ہو جاتا ۔ دینی ، ملی ، تاریخی ، ثقافتی ، نظریاتی ، اقتصادی ، جغرافیائی ، ہر اعتبار سے کشمیر پاکستان کا ایک لازمی جزو ہے اور جن اصولوں کی بنیاد پر ہندوستان تقسیم کیا گیا اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور جو عوامل کسی سرزمین کو ایک وحدت یا مملکت بنانے میں کارفرما ہوتے ہیں ان سب کی رو سے کشمیر کو پاکستان میں شامل کرنا ناگزیر ہے ۔ لیکن بھارت کی ہوسِ ملک گیری ، استعمار پسندی اور پاکستان کے خلاف معاندانہ جذبات کی وجہ سے مقبوضہ کشمیر اٹھائیس برس سے بھارتی جارحیت کا شکار رہا ہے اور اہلِ کشمیر کو غلامی کے شکنجے میں بدستور گرفتار رکھنے کے لیے بھارت نہ صرف فوجی طاقت ، بلکہ سازشوں سے بھی کام لے رہا ہے جس کی تازہ ترین مثال اندرا گاندھی شیخ عبداللہ کا گٹھ جوڑ ہے ۔

۱۹۴۷ کے قانونِ آزادیٔ ہند کے مطابق دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان قائم ہو گیا تو اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ کشمیر میں مسلمانوں کی زبردست اکثریت ہے وہاں کے ہندو مہاراجہ نے پاکستان سے ایک معاہدہ کر لیا اور یہ بات قطعی سمجھی جانے لگی کہ کشمیر پاکستان میں شامل ہو جائے گا ۔ لیکن ریڈکلف کے غلط فیصلے کی وجہ سے جب بھارت کی سرحد کشمیر سے مل گئی تو بھارتی حکومت نے جارحانہ رویہ اختیار کی اور مہاراجہ کے فیصلے کو ریاست پر غاصبانہ قبضہ کرنے کا جواز قرار دیا ۔ جوناگڑھ اور حیدر آباد کے معاملے میں تو بھارت نے حکمران کے فیصلے کو اس بنا پر مسترد کر دیا کہ ہندو اکثریت والی ریاست کے مسلمان حکمران کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن مسلم اکثریت والی ریاست کے ہندو حکمران کا فیصلہ اس نے نہ صرف تسلیم کر لیا بلکہ کشمیری عوام کی مرضی کے برعکس اور اقوامِ متحدہ میں کیے گئے وعدوں اور

اس کے فیصلوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت سے ریاست کے الحاق پر اصرار بھی کرنے لگا اور اس مسئلہ کو ایسا بین الاقوامی تنازع بنا دیا جس کی وجہ سے اس علاقے کا امن خطرہ میں پڑ گیا۔

پاکستان نے اس ناجائز الحاق کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کشمیری حریت پسندوں نے آزادی کی جنگ شروع کر دی۔ جب حریت پسند سری نگر کی طرف بڑھنے لگے اور مہاراجہ بھاگ گیا تو بھارتی حکومت گھبرا گئی اور یہ مسئلہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کر دیا۔ جواہر لال نہرو نے بارہا یہ اعلان کیا کہ الحاق عارضی ہے اور کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ عوام کی مرضی کے مطابق کیا جائے گا۔ ۲۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو سلامتی کونسل میں بھارت اور پاکستان نے کشمیر میں رائے شماری کرانے پر اتفاق کیا اور نمٹز کو ناظم رائے شماری مقرر کیا گیا۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء اور یکم جنوری ۱۹۴۹ء کی قراردادوں کے مطابق یہ طے ہوا کہ کشمیر میں جنگ بند کر دی جائے اور ریاست سے فوجیں ہٹا دی جائیں۔ چنانچہ ۲۶ جولائی ۱۹۴۹ء کو اقوام متحدہ نے صلح کمیشن مقرر کیا اور جنگ بندی ہو گئی۔ کشمیر میں جنگ بند ہو جانے کے بعد بھارت اپنا رویہ بدلنے لگا اور اس نے اپنی فوجیں واپس بلانے سے انکار کر دیا۔ ۱۹۴۸ اور ۱۹۵۷ کے درمیان سلامتی کونسل نے پانچ قراردادیں منظور کیں جن میں کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے رائے شماری کرانے پر زور دیا گیا۔ پاکستان نے سب قراردادیں قبول کر لیں مگر بھارت ہمیشہ انکار کرتا رہا۔ سلامتی کونسل نے اپریل ۱۹۵۰ میں ڈکسن، مارچ ۱۹۵۱ میں گراہم اور اپریل ۱۹۵۷ میں یارنگ کو اپنا نمائندہ مقرر کیا تاکہ اس کی قراردادوں پر عمل کرایا جائے لیکن بھارت تمام کوششوں کو ناکام بناتا رہا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ اہلِ کشمیر کا فیصلہ بھارت کے خلاف اور پاکستان سے الحاق کے حق میں ہوگا۔

۲۶ جنوری ۱۹۵۷ کو بھارت نے اپنے تمام وعدوں، اعلانوں اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کو نظر انداز کر کے بھارت میں کشمیر کی شمولیت کا اعلان کیا جسے پاکستان اور اقوام متحدہ نے تسلیم نہیں کیا اور بھارت کی جارحانہ روش کا نتیجہ ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کی جنگوں کی شکل میں نکلا۔ اندرا عبداللہ گٹھ جوڑ کے خلاف زبردست ردعمل نے پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ یہ روز افزوں شدت اختیار کرتا جائے گا اور جارحیت، بدعہدی اور سازشیں اسے ختم نہیں کر سکتیں۔ دانشمندی اور حق و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے منشور، انسانی حقوق اور جمہوری اصول کے مطابق اہلِ کشمیر کو یہ موقع دیا جائے کہ پوری آزادی کے ساتھ وہ خود اپنے مستقبل کا فیصلہ کریں۔

(رزاقی)